تاریخ: 25-02-2009

۵/۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ص ۱۵۵

بخدمت جناب مفتی انچارج دارالفتاء

جامعہ دارالعلوم، کورنگی، کراچی.

اسلام علیکم

جوابات	سوالات
	سوال ۱۔ یزید بن معاویہ کو "محترم" کہنا کیسا ہے؟
	سوال ۲۔ اگر کوئی یزید کو "محترم" کہتا ہو تو اسکے پیچھے نماز پڑھنا کیا جائز ہے؟
	سوال ۳۔ تمام علمائے فقہ حنفیہ کے نزدیک "یزید" کا دینِ اسلام کی رو سے کیا مقام ہے؟
	سوال ۴۔ کیا جنگ قسطنطنیہ میں حصہ لینے کی وجہ سے "یزید" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مصداق "جنتی" قرار دیا جاسکتا ہے؟ جب کہ اُسکے دورِ حکومت میں مدینہ پر سنگ باری ہوئی۔ حضرت امام حسینؓ اور انکے خاندان والوں کو اسکی فوجوں نے ہی شقاوت سے شہید کیا؟

جواب فقہ حنفیہ کی رو سے عنایت فرماویں۔ شکریہ

وسلام جواب کا طالب

دعا گو

مشتاق احمد

(مشتاق احمد)

ایگزیکیٹو سکریٹری

جوابی لفافہ لف ہے

صـ ۱۵۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔۲۔۳۔۴﴾... واضح رہے کہ یزید سے متعلق جتنی باتیں منقول ہیں وہ سب تاریخ کا حصہ ہیں جنکا عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ قبر میں اس سے متعلق کوئی سوال ہوگا اور نہ ہی حشر میں، مسلمانوں کو دین کے اہم کاموں میں مشغول ہونا چاہیئے جن کا عمل سے کوئی تعلق ہو ایسی بحثوں میں الجھ کر اپنی عمر کے اوقات صرف کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے، تاہم اسی حدیث کے سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے فتاویٰ عثمانی میں جو فرمایا ہے وہ انہیں کے الفاظ میں درج ذیل ہے:

"لیکن تاریخی طور پر یہ قول زیادہ مشہور ہے کہ قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا پہلا حملہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں ہوا ہے، اس سے بعض علماء نے یزید بن معاویہ کی فضیلت اخذ کی ہے، لیکن حافظ ابن حجر اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہما اور دوسرے محققین نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ حدیثِ مذکور میں ایک عام حکم دیا گیا کسی فرد کی تخصیص نہیں، لہٰذا یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص دوسرے اسباب کی بناء پر اس عام حکم سے خارج ہو (فتح الباری ج:۶، ص:۷۸) گویا یہ ایسا ہی ہے جیسے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے: "من قال لا إله إلا الله دخل الجنة" جو شخص لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک عام حکم ہے اور لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے کا تقاضا تو یہی ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو لیکن اگر وہ دوسرے گناہوں کا ارتکاب کرے یا بعد میں مرتد ہو جائے تو وہ اس عام حکم سے خارج ہو جائے گا، صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث کا مقصد قسطنطنیہ کے جہاد کی ترغیب دینا اور اس جہاد میں شرکت کی فضیلت کا اظہار ہے، جس کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اس کا انکار کرنا بھی غلط ہے۔

لیکن اس فضیلت کی بناء پر اُس کے دوسرے ناجائز افعال کا جواز تلاش نہیں کیا جاسکتا، یزید بن معاویہ نے اگر اس جہاد میں شرکت یا اس کی سربراہی کی تو بلاشبہ اس کا یہ عمل نیک اور باعثِ اجر ہے لیکن اس نیک عمل سے ان ناجائز افعال کا جواز نہیں ثابت کیا جاسکتا جو اس نے اپنے عہدِ حکومت میں انجام دیئے ہوں، چنانچہ اہلِ سنت والجماعت کا مسلک اس کے بارے میں یہی ہے کہ وہ مسلمان تھا، اسی لئے محقق علماء نے اس پر لعنت کرنے کو جائز قرار نہیں دیا، اور نہ

(جاری ...)

ہی یہ کہنا درست ہے کہ قیامت میں اسکی بخشش نہیں ہوگی۔اس نے اپنے عہد میں بلاشبہ بعض ناجائز افعال کئے،ان افعال کو ناجائز قرار دیا جائے گا،اسکے بعد معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ چاہے تو مغفرت کردے اور چاہے تو سزا دے،ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے دنیا میں اسکے مغفورلہٗ یا معذب ہونے کا فیصلہ کرسکیں"۔(فتاوی عثمانی جلد۱ صـ۳۰۰)

في رسالة شرح تراجم صحيح البخاري للعلامة ولي الله الدهلوي:

(قوله)مغفور لهم،تمسك بعض الناس بهذا الحديث في نجاة يزيد لأنه كان من جملة هذا الجيش بل كان رأسهم و رئيسهم علي ما يشهد به التواريخ والصحيح أنه لا يثبت بهذا الحديث إلا كونه مغفورا له ما تقدم من ذنبه علي هذه الغزوة لأن الجهاد من الكفارات وشأن الكفارات إزالة آثار الذنوب السابقة عليها لا الواقعة بعدها.الخ

في فتح الباري:(٩:٨٩)

وتعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله : أنه لا يلزم من دخوله في ذلك العموم أن لا يخرج بدليل خاص إذ لا يختلف أهل العلم أن قوله صلى الله عليه وسلم مغفور لهم مشروط بأن يكونوا من أهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقا فدل على أن المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم وأما قول ابن التين يحتمل أن يكون لم يحضر مع الجيش فمردود إلا أن يريد لم يباشر القتال فيمكن فإنه كان أمير ذلك الجيش بالاتفاق وجوز بعضهم أن المراد بمدينة قيصر المدينة التي كان بها يوم قال النبي صلى الله عليه وسلم تلك المقالة وهي حمص وكانت دار مملكته إذ ذاك وهذا يندفع بأن في الحديث أن الذين يغزون البحر قبل ذلك وأن أم حرام فيهم وحمص كانت قد فتحت قبل الغزوة التي كانت فيها أم حرام والله أعلم.

وفي عمدة القاري:(٢١:٤٢٥)

وقال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر ومنقبة لولده يزيد لأنه أول من غزا مدينة قيصر انتهى قلت أي منقبة كانت ليزيد وحاله مشهور فإن قلت قال في حق هذا الجيش مغفور لهم قلت لا يلزم من دخوله في ذلك العموم أن لا يخرج بدليل خاص إذ لا يختلف أهل العلم أن قوله مغفور لهم مشروط

جاری...

بأن يكونوا من أهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم فدل على أن المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم.

والله تعالى أعلم بالصواب

دانش یاسین

دانش یاسین غفر الله له

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

١١-٩-١٤٣٠ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر الله له
١١/٩/١٤٣٠ھ

الجواب صحیح
محمد عبد المنان عفی عنہ
١٢/٩/١٤٣٠ھ

الجواب صحیح
١٢/٩/٣٠ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ١١٩١/٥١
مورخہ